رضاعتِ پیغمبر کی روایتوں کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر سید حیدر عباس واسطی
dr.sha_wasti@gmail.com

کلیدی کلمات: سیرت طیبہ، حضرت آمنہؑ بنت، حمزہ بن عبد المطلب، حلیمہ سعدیہ، ثوبیہ اسلمیہ، ابو لہب، ابو سفیان

خلاصہ

آنحضرتؐ کی رضاعت کے حوالے سے کتبِ سیرت میں آیا ہے کہ آپ نے اپنی والدہ کے علاوہ چند ایسی خواتین کا دودھ بھی پیا ہے جن کا موحد ہونا بھی ثابت نہیں ہے۔ کچھ حق شناس لوگوں نے ان روایات کو مسترد کیا ہے۔ اس مقالے میں اس معاملہ کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ اول، پہلے نظریے سے تعلق رکھنے والی روایتوں پر جرح و بحث کی گئی ہے اور پھر دوسرے نظریئے کی تائید میں کتبِ سیرت کے علاوہ قرآنی و عقلی ادلہ بھی پیش کی ہیں۔ ہم نے رضاعت پیغمبر ﷺ سے متعلق اُن کی روایتوں کو نقل کیا ہے جنہیں سب سے پہلے سیرت نگار محمد بن اسحٰق (متوفی ۱۵۱) نے بیان کیا ہے۔ ان روایتوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔
قرآن کا عام لوگوں کے لیے حکم ہے: مائیں اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں گی جو رضاعت کو پورا کرنا چاہے۔ اس آیت کی موجودگی میں سیرت نگاروں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبرؐ کو ان کی ماں کا دودھ پینے سے کیوں محروم رکھا ہے؟ قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مشکل حالات میں بھی انبیاء کے لیے اُن کی ماں کا دودھ مقدم رکھا۔ تاریخ میں کہیں نہیں ملتا کہ اللہ نے اپنے کسی نبی کو اپنی والدہ کے دودھ سے محروم رکھا ہو۔ بلکہ ایک صریح آیتِ قرآنی ملتی ہے کہ: اور ہم نے موسٰی پر دودھ پلانے والیوں کا دودھ پہلے ہی سے حرام کر دیا۔ اس قسم کی آیات کی روشنی میں حلیمہ اور دوسری عورتوں کی رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

مقدمہ

حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر تحریر کی گئی کتب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سیرت نگاروں نے بہت سی بے بُنیاد اور وضع شدہ روایتوں کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ ان روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے اپنی والدہ حضرت آمنہؑ بنت وہب کے علاوہ دیگر خواتین کا بھی دودھ پیا ہے اور جن اُس دور میں موحد ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُن کے دفاع میں من گھڑت داستانیں رقم کی گئیں اور اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ ایک ایسی عورت کا بھی نام رقم کیا جسے دشمن خدا و رسولؐ ابو لہب کی کنیز کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے اور والدہ رسول اکرم ﷺ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کے سر سے رضاعت پیغمبر ﷺ کی فضیلت کا تاج اُتار کر دوسری خواتین کے سر پر سجا دیا۔
کچھ لوگوں نے ان سیرت نگاروں کی واضح شدہ روایتوں پر عشقِ رسولؐ میں من و عن قبول کر لیا لیکن حق شناس لوگوں نے اس پر اشکال ظاہر کرتے ہوے اسے مسترد کر دیا اور یہ کہا کہ آپ ﷺ نے فقط اپنی والدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کا دودھ پیا تھا جس کی بناء پر دو نظریے سامنے آئے ہیں:۔

پہلا نظریہ : رسول اکرم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کے علاوہ دیگر خواتین کا بھی دودھ پیا تھا۔

دوسرا نظریہ : رسول اکرم ﷺ نے صرف اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کا دودھ پیا تھا۔ ہم نے اس مقالے میں اس اہم معاملہ کا تحقیقی جائزہ لیا ہے کیونکہ جس پیغمبر ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی حدیث قدسی موجود ہے :

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ : " اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں یہ افلاک خلق نہ کرتا۔" (1)

اُسی پیغمبر ﷺ کی رضاعت کے متعلق من گھڑت قصے کہانیاں گھڑی گئیں تاکہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کو اس فضیلت سے محروم کرکے دوسروں کو ان کے مد مقابل لایا جاسکے اور ان کی اہمیت کم کی جاسکے۔ پہلے نظریے سے تعلق رکھنے والی روایتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔ ان راویوں میں پہلا نام ابن سعد کا ہے۔ ابن سعد نے ثوبیہ کے حوالے سے یہ روایتیں نقل کی ہیں جنھیں ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت ابن سعد نے اس طرح روایت نقل کی :

عن برة بنت أبي تجراة قالت أول من أرضع رسول الله صلى الله عليه و سلم ثويبة بلبن بن لها يقال له مسروح أياما قبل أن تقدم حليمة وكانت قد أرضعت قبله حمزة بن عبد المطلب وأرضعت بعده أبا سلمة بن عبد الأسد المخزومي۔ (2)

ترجمہ : "برّہ بنت تجراہ کہتی ہیں : رسول اللہ ﷺ کو پہلے پہل ثوبیہ نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ دودھ پلایا جسے مسروح کہتے تھے۔ یہ واقعہ حلیمہ کی آمد سے قبل کا ہے۔ ثوبیہ نے اس پہلے حمزہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلایا تھا، اور اس کے بعد ابو سلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو دودھ پلایا۔"

دوسری روایت ابن سعد نے اس طرح بیان کی ہے :

عن بن عباس قال كانت ثويبة مولاة أبي لهب قد أرضعت رسول الله صلى الله عليه و سلم أياما قبل أن تقدم حليمة وأرضعت أبا سلمة بن عبد الأسد معه فكان أخاه من الرضاعة (3)

ترجمہ : "ابن عباس کہتے ہیں : ثوبیہ ابو لہب کی لونڈی تھی، حلیمہ کی آمد سے پیشتر رسول اللہ ﷺ کو اس نے چند روز دودھ پلایا تھا، اور آپ ہی کے ساتھ ابو سلمہ بن عبدالاسد کو بھی دودھ پلاتی تھی۔ لہٰذا ابو سلمہ آپؐ کے دودھ شریک بھائی تھے۔"

تیسری روایت ثوبیہ کی آزادی کے حوالے سے ابن سعد نے اس طرح نقل کی ہے :

عن عروة بن الزبير أن ثويبة كان أبو لهب أعتقها ۔۔۔ والتي تليها من الأصابع۔ (4)

ترجمہ : " عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ ثوبیہ کو ابو لہب نے آزاد کر دیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ ابو لہب کے مرنے پر بعض لوگوں نے اس کو بدترین حالت میں خواب میں دیکھا تو پوچھا : کہو کیا گزری؟ ابو لہب نے کہا : تمہارے بعد ہمیں کوئی آسائش نہ ملی۔ البتہ میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کے باعث پانی سے سیراب ہوا۔ ابو لہب نے اس پانی کی مقدار کے بارے میں کہا تو انگوٹھے اور اس کے بعد انگلیوں کے پوروں کے درمیان اشارہ کیا تھا۔"

چوتھی روایت ابن سعد نے ثوبیہ کے بارے میں اس طرح نقل کی :

أخبرنا محمد بن عمر عن غير واحد من أهل العلم قالوا ۔۔۔ قال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: حمزة بن عبد المطلب أخي من الرضاعة. (5)

ترجمہ: "محمد بن عمر کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جو کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثوبیہ کی خبر گیری فرماتے تھے، خدیجۃ الکبریٰؓ بھی ثوبیہ کی بزرگ داشت کرتی تھیں۔ ثوبیہ اُن دنوں آزاد نہ تھیں، ان کی آزادی کی غرض سے خدیجۃ الکبریٰؓ نے ابو لہب سے درخواست کی کہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیں کہ آزاد کر دی جائیں۔ مگر ابو لہب نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ میں ہجرت کی تو ابو لہب نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے بھی ثوبیہ کو ہدیے بھجواتے تھے اور کپڑے دیتے تاآنکہ غزوہ خیبر سے واپس آتے وقت ۷ہجری میں خبر ملی کہ ثوبیہ انتقال کر گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا؟ ثوبیہ کے بیٹے مسروح نے کیا کیا؟ کہا گیا: وہ تو ثوبیہ سے پہلے ہی مر چکے تھے، اس کی قرابت میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ بن عبدالمطلب میرے رضاعی بھائی ہیں۔"

پانچویں روایت ابن سعد نے یہ نقل کی:

عن بن أبي مليكة قال كان... يوما وهو عند أمه حليمة (6)

ترجمہ: "ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: حمزہ بن عبدالمطلبؓ رسول اللہ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی اور انہیں بھی ایک عربیہ نے دودھ پلایا تھا۔ قبیلہ بنی بکر کے قبیلہ میں حمزہ کے دودھ پلانے کا انتظام تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنی دودھ پلانے والی ماں حلیمہ کے پاس تھے کہ حمزہؓ کی والدہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔"

چھٹی روایت ابن سعد نے اس طرح نقل کی:

سمعت أم سلمة زوج النبي، صلى الله عليه وسلم، قالت: قيل له أين أنت يا رسول الله من ابنة حمزة؟ أو قيل له: ألا تخطب ابنة حمزة؟ قال: إن حمزة أخي من الرضاعة. (7)

ترجمہ: "اُم سلمہ زوج النبی ﷺ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ حمزہ کی لڑکی کی جانب سے کہا (بھولے ہوئے ہیں؟) یا آپ سے یہ کہا گیا حمزہ کی لڑکی کو آپ کیوں پیغام نہیں دیتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رضاعت کی حیثیت سے حمزہ میرے بھائی ہیں۔"

ساتویں روایت ابن سعد نے اس طرح نقل کی:

عن بن عباس أن رسول الله صلى الله عليه و سلم أريد على ابنة حمزة فقال انها ابنة أخي من الرضاعة وانها لا تحل لي وانه يحرم من الرضاعة مايحرم من النسب (8)

ترجمہ: "ابن عباس سے روایت ہے کہ حمزہؓ کی بیٹی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کی گئی تو فرمایا! وہ مجھ پر حلال نہیں، وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے جو نسبت سے حرام وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔"

آٹھویں روایت ابن سعد نے اس طرح نقل کی:

عن عراك بن مالك أن زينب بنت أبي سلمة أخبرته أن أم حبيبة قالت لرسول الله صلى الله عليه و سلم انا قد حدثنا أنك ناكح درة بنت أبي سلمة فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم أعلى أم سلمة وقال لو أني لم أنكح أم سلمة ما حلت لي ان أباها أخي من الرضاعة (9)

ترجمہ: "عراک بن مالک سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان کی خبر دی کہ اُم حبیبہ (اُم المومنین) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کیا اُم سلمہ پر) پھر فرمایا

! میں اگر اُم سلمہ سے نکاح نہ بھی کیے ہوتا تو بھی درہ ابی سلمہ میرے واسطے حلال نہ ہوتی۔ ازروئے رضاعت اس کا باپ تو میرا بھائی ہے۔"

محمد ابن سعد کی کتاب طبقات الکبریٰ سے ہم نے ثوبیہ کی رضاعت کے حوالے تمام روایتوں کو نقل کیا ہے اور انتہائی باریک بینی کے ساتھ دیکھا ہے لیکن ہمیں صرف چار افراد کے نام ملے ہیں جو درج ذیل ہیں: ۔ا۔ مسروح ۲۔ رسول اکرم ﷺ ۳۔ حمزہ بن عبدالمطلب ۴۔ ابو سلمہ ابن عبدالاسد

ابن سعد کی نقل کردہ روایت جسے ہم نے پانچویں روایت کے طور پر اوپر نقل کیا ہے اس روایت سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی چچی یعنی حضرت حمزہ کی والدہ کا دودھ پیا اور اس بات کے لیے جو منظر کشی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ایک دن اپنی دودھ پلانے والی ماں حلیمہ کے پاس تھے کہ حمزہؓ کی والدہ نے آنحضرت ﷺ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔ یہ کیسے مان لیا جائے کہ جو خاتون اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی نہ تھیں وہ دوسرے کی اولاد کو کیوں دودھ پلائے گی؟

اس روایت میں بھی اشکال پایا جاتا ہے کیونکہ حلیمہ سعدیہ کے متعلق کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ وہ مکہ میں رہتی تھیں بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبیلے میں رہتی تھیں اور ہر چھ ماہ بعد آپ ﷺ کو ان کی والدہ سے ملانے کے لیے لاتی تھیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت حمزہ کی ماں انہیں دودھ پلائیں؟ رہا اس بات کا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ ممکن ہے اُس وقت وہ وہاں موجود ہوں تو یہ بات اثبات کے لیے کافی نہیں کیونکہ آپ ﷺ اور حضرت حمزہ میں عمر کا بہت بڑا فرق تھا جس کا بیان حضرت عبدالمطلب کی نذر کے حوالے سے بحث میں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ حضرت حمزہ کی والدہ کے پاس کب اور کیسے پہنچے تھے؟ اور یہ کہ حضرت حمزہ کے لیے اس روایت کے مطابق قبیلہ بنی بکر کی خواتین کا اہتمام تھا۔

اس قسم کی فرسودہ روایتوں کو بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ دیگر عورتوں سے متعلق روایتوں کو بھی ثابت کیا جاسکے جن میں عواتک کو کنواری لڑکیوں کی روایت بھی ہے۔ حالانکہ یہ معیوب بات ہوتی ہے کہ بلاوجہ عورتیں دوسری عورتوں کے بچوں کو لے انہیں اپنا دودھ پلانا شروع کر دیں اور وہ رشتے جو نکاح کے لیے حلال ہوتے ہیں اُنہیں رضاعت کے ذریعے حرام کر دیا جائے۔ ابن سعد کے بعد ہم دیار بکری کی کتاب تاریخ الخمیس سے ایک روایت نقل کرینگے جس میں اس نے تقریباً اُن تمام خواتین کے ناموں کا ذکر کیا ہے جن کے نام رضاعت پیغمبر ﷺ کے حوالے سے لیے جاتے ہیں:

> قال أهل السير أرضعت رسول الله صلّى الله عليه وسلم أمّه آمنة ثلاثة أيام... واحدة منهنّ عاتكة۔ (10)
>
> ترجمہ: "اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تین روز اپنی والدہ حضرت آمنہؑ بنت وہب کا دودھ پیا۔ یہ بھی بیان کیا کہ سات دیگر عورتیں جن میں ابو لہب کی کنیز ثوبیہ اسلمیہ تھی اس نے حلیمہ کے حوالے کیے جانے سے قبل دودھ پلایا تھا۔ پھر حلیمہ کا دودھ پیا۔ ابو الفتح سے یہ بھی روایت ملتی ہے کہ حضرت آمنہؑ، ثوبیہ اور حلمیہ کے علاوہ خولہ بنت مُنذر اور اُم ایمن کا دودھ پیا اور ابن قیم نے بیان کیا کہ تین عورتیں جن کا ایک ہی نام عاتکہ تھا ان کا بھی دودھ پیا۔"

دیار بکری کی نقل کردہ روایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے آٹھ عورتوں کا دودھ پیا جن میں سے ایک ان کی والدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ تھیں، ابولہب کی کنیز ثوبیہ، حلیمہ سعدیہ، خولہ بنت مُنذر، اُمِ ایمن اور اور باقی تین خواتین کو عاتکہ کا نام دیا گیا ہے۔ آگے چل کر دیار بکری نے ان تین عاتکاؤں کے ناموں کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان تمام خواتین میں سے پہلے ہم ان خواتین کے ناموں پر بحث کرینگے جنہیں تمام مورخین نے نظرانداز کیا ہے جیسے خولہ بنت مُنذر، اُم ایمن اور تین عاتکہ نامی لڑکیاں ہیں۔

پہلی خاتون خولہ بنت مُنذر کی رضاعت کی تردید کرتے ہوئے حلبی نے اپنے ہاں نقل کیا ہے کہ :

في ذلك للوهم، وأن خولة بنت المنذر التي هي أم بردة إنما كانت مرضعة لولده إبراهيم. (11)

ترجمہ : " مولف کو وہم ہوگیا ہے کیونکہ خولہ بنت مُنذر جو اُم بردہ کہلاتی ہیں اُنہوں نے آنحضرت کو نہیں بلکہ اُن کے صاحب زادے ابراہیم کو دودھ پلایا تھا۔"

دوسری خاتون اُم ایمن ہیں حلبی نے ان کے حوالے سے بھی ایک روایت نقل کی ہے :۔

ذكره في الخصائص الصغرى رد بأنها حاضنته لا مرضعته وعلى تقدير صحته ينظر بدبن أي ولد لها كان فإنه لا يعرف لها ولد إلا أيمن وأسامة إلا أن يقال جاز أن لبنها در له صلى الله عليه وسلم من غير وجود ولد كما تقدم في النسوة الأبكار ـ (12)

ترجمہ : "کتاب خصائص صغریٰ میں انکار کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے وقت ان کی دائی تھیں۔آپؐ کی دایہ یعنی دودھ پلانے والی نہیں ہیں۔اگر یہ مان لیا جائے تو پھر یہ دیکھنا پڑے گا کہ ان کے اس وقت کون سا بچہ تھا جس کی وجہ سے ان کی چھاتیوں میں دودھ تھا۔ کیونکہ ان کے صرف دو ہی بیٹے مشہور ہیں۔ایک ایمن اور دوسرے اسامہ اور یہ دونوں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے بہت بعد میں پیدا ہوئے۔"

تیسرے ان تین عواتک خواتین کے حوالے سے بھی اشکال پایا جاتا ہے بقول حلبی کے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :

أنا ابن العواتك من سليم۔(13)

ترجمہ : "میں بنو سلیم کی تین عاتکاؤں کا بیٹا ہوں۔"

اس روایت میں مہارت سے کام لیا گیا ہے اور اس وضع شدہ روایت کے سیاق و سباق کا جائزہ لیا جائے تو یہ روایت سمجھ سے بالاتر ہے اور اس کے نقائص ہی اس کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہیں کیونکہ حلبی نے یہ بیان نہیں کیا کہ آنحضرت بنو سلیم میں کیسے پہنچے؟ اور یہ لڑکیاں کہاں موجود تھیں؟ اور انہیں کیا حاجت پیش آئی تھی کہ وہ سرِ راہ اپنی چھاتیاں کھول کر ان کے منہ میں دیں۔ حلبی نے اُمِ ایمن کی رضاعت کے بارے میں یہ سوال اُٹھایا ہے کہ اُم ایمن نے اپنے کس بچے کی ولادت پر اس کے دودھ سے حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلایا تھا کیونکہ اُم ایمن کے دونوں بیٹے تو رسول اکرم ﷺ سے بہت چھوٹے تھے اور آپ ﷺ کی ولادت کے بہت بعد میں پیدا ہوئے اور حلبی نے یہاں تک نقل کیا کہ اُم ایمن نے وہ دودھ حضور اکرم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو پلایا۔ یہ بات ہمارے موضوع سے تعلق نہیں رکھتی لہٰذا اس پر اس مقام پر بحث نہیں کی جاسکتی۔

اس کے علاوہ عواتک کی کنواری لڑکیوں والی روایت کی تردید دیار بکری کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے آنحضرت ﷺ کے خاندان میں تین ایسی خواتین گزری ہیں جن کے نام عاتکہ تھے۔ دیار بکری کی روایت درج ذیل ہے :

والعواتك ثلاث نسوة كنّ... وهي أمّ وهب أبي آمنة أمّ النبيّ صلّى الله عليه وسلم ـ (14)

ترجمہ : "تینوں عواتک خواتین اُمہات النبی ﷺ ہیں جن میں سے پہلی عاتکہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان جو کہ عبد مناف بن قصیٰ کی والدہ تھیں، دوسری عاتکہ بن مُرہ بن ہلال بن فالج جو کہ ہاشم بن عبد مناف کی والدہ تھیں اور تیسری عاتکہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال جو اُم وہب یعنی حضرت آمنہ کے والدہ تھیں۔"

دیار بکری کی اس روایت کی رو سے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اگر تین عاتکاؤں کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ اس حوالے سے درست ہوسکتا ہے کہ ان کے خاندان میں تین خواتین ایسی گزری ہیں کہ ان کے نام عاتکہ ہوں لیکن بنو سلیم کے قبیلے کی کنواری لڑکیوں والی بات کسی طور

پر نہیں جچتی اور نہ ہی کوئی شخص اپنا حسب نسب چھوڑ کسی اور دوسرے خاندان سے اپنا تعلق جوڑتا ہے اور عرب کے قبائل میں اس بات کی بہت پاس داری کی جاتی تھی۔

یہ روایت صرف اس لیے گھڑی گئی ہے تاکہ بنو ہاشم کی خاندانی وجاہت کو نظر انداز کیا جاسکے۔ بہر حال بنو سلیم والی بات کسی طور پر قابل قبول نہیں اور حقیقت سے اس کا کوئی دور کا بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ان خواتین کے بعد اب صرف حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ ، ثوبیہ اور حلیمہ سعدیہ کے نام رہ جاتے ہیں لہٰذا پہلے ہم ثوبیہ پھر حلیمہ سعدیہ اور آخیر میں حضرت آمنہ کے حوالے سے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں انبیاء کے حوالے سے بحث کرینگے۔

اب ہم یہاں پر معروف سیرت نگار حلبی کی کتاب سیرت الحلبیہ سے کچھ دیگر روایتوں کو بھی نقل کرتے ہیں جن کے ذریعہ بنو اُمیہ اور بنو ہاشم کو رضاعی بھائی بنانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے حالانکہ ان میں محاذ آرائی رہتی تھی جس کے سبب حضرت عبدالمطلب ان لوگوں سے محتاط رہتے تھے اور ان کا مقابلہ کرنے کیلئے ہی اُنہوں نے دس بیٹوں کی پیدائش کے لیے منّت مانی تھی جس کا آگے ذکر کیا جائے گا۔

حلبی کی نقل کردہ روایتیں درج ذیل ہیں :۔ حلبی نے ثوبیہ کے مذہب کے حوالے سے ایک یہ روایت بھی نقل کی ہے جس سے اس کا غیر مُسلم ہونا ثابت ہوتا ہے :

أي وقد يدل على عدم إسلام ثويبة وإبنها المذكور الذى هو مسروح... ولو كانا أسلما لهاجرا إلى المدينة۔ (15)

ترجمہ : "ایک روایت ایسی بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثوبیہ اور ان کے بیٹے مسروح دونوں مسلمان نہیں ہوئے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ثوبیہ کے لیے (مدینہ منورہ) سے خرچہ وغیرہ بھیجا کرتے تھے۔ ثوبیہ مکہ میں تھی۔ یہاں تک کہ ۷ہجری میں فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس ہورہے تھے تو آپؐ کو ثوبیہ کی وفات کی خبر ملی۔آپؐ نے پوچھا اس کا بیٹا مسروح کیا کرتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ وہ ثوبیہ سے بھی پہلے مرچکا ہے۔ یعنی اگر دونوں مسلمان ہوگئے ہوتے تو (مکہ میں نہ ہوتے بلکہ ہجرت کرکے مدینہ پہنچ گئے ہوتے)۔"

ابن سعد، حلبی، دیار بکری کی روایتوں سے ملتی جلتی ایک روایت کو معروف مورخ یعقوبی نے اپنی تاریخ میں اس طرح نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بطور نبی مبعوث ہونے کے بعد فرمایا :

فكان أول لبن شربه بعد أمه لبن ثويبة مولاة أبي لهب... فقلت: بم هذا؟ فقال: بعتقي ثويبة لأنها أرضعتك.(16)

ترجمہ : "اپنی والدہ کے دودھ کے بعد آپؐ نے جو پہلا دودھ پیا وہ ابو لہب کی کنیز ثوبیہ کا تھا اور اس ثوبیہ نے حضرت حمزہؑ بن عبدالمطلب اور حضرت جعفرؑ بن ابی طالبؑ اور ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو بھی دودھ پلایا تھا اور رسول اکرم ﷺ نے اللہ کی طرف سے نبی مبعوث کیے جانے کے بعد فرمایا ! میں نے ابو لہب کو دوزخ میں پیاس پیاس پکارتے دیکھا تو اسے اس کے انگوٹھے کے گڑھے سے پانی پلایا جاتا ہے، میں نے پوچھا یہ کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا میرے ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے، کیونکہ اس نے آپؐ کو دودھ پلایا ہے۔"

حلبی کی اس روایت سے ثوبیہ کا دودھ پینے والے بچوں کی تعداد چار سے بڑھ کر پانچ ہوگئی ہے جس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسی عورت کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ پانچ بچوں کو ایک زمانے میں یا دو سے لے کر پچیس سال تک اُس دودھ کو پلائے جو ایک بچے مُسروح کی ولادت پر جاری ہوا تھا کیونکہ حضرت حمزہ رسول اکرم ﷺ سے کم و بیش پچیس سال بڑے تھے جبکہ حضرت جعفر بن ابو طالب حضور اکرم ﷺ سے بیس سال چھوٹے تھے۔اس سلسلے میں تفصیلاً بحث نیچے کی گئی ہے۔

حلبی کے علاوہ ربیعی کی کتاب عیون الاثر میں بھی ثوبیہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ عیون الاثر میں رضاعت پیغمبر ﷺ کے حوالے سے کچھ اس طرح نقل کیا ہے اور حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کا نام بھی فراموش کر دیا گیا ہے:

أَوَّلُ مَنْ أَرْضَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُوَيْبَةُ بِلَبَنِ ابْنٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ أَيَّامًا قَبْلَ أَنْ تَقْدَمَ حَلِيمَةُ، وَكَانَتْ قَدْ أَرْضَعَتْ قَبْلَهُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَبَعْدَهُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الأَسَدِ. (17)

ترجمہ: "سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ کی آمد سے قبل ثوبیہ کا دودھ پیا جو کہ اُس کے بیٹے مسروح کی پیدائش پر آیا تھا۔ اس سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب اور پھر ابو سلمہ بن عبدالاسد نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔"

حلبی نے بنو اُمیہ اور بنو ہاشم کی دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لیے ابو سفیان ابن حرب کی ولدیت بھی تبدیل کر ڈالی اور ابن حارث کا نام استعمال کرتے ہوئے ابو سفیان بن حرب کو رسول اکرم ﷺ کا دودھ شریک بھائی بناڈالا حالانکہ ابو سفیان رسول اکرم ﷺ کا چچازاد بھائی نہ تھا۔ حلبی نے اس کام کے لیے ایک واضح شدہ روایت کو سیرت شامی سے نقل کیا:

وكانت قد أرضعت قبله أبا سفيان أبن عمه صلى الله عليه وسلم الحارث (18)

ترجمہ: "ثوبیہ نے اس پہلے آنخضرت ﷺ کے چچا حارث کے بیٹے ابو سفیان کو بھی دودھ پلایا تھا۔"

وأرضعت ثويبة رضي الله تعالى عنها قبلهما عمه صلى الله عليه وسلم حمزة بن عبد المطلب، وكان أسنّ منه صلى الله عليه وسلم بسنتين، وقيل بأربع سنين. (19)

ترجمہ: "ثوبیہ نے آنحضرت ﷺ اور ابو سفیان کو دودھ پلانے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا تھا۔ حضرت حمزہ آنحضرت ﷺ سے دو سال بڑے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چار سال بڑے تھے۔"

حلبی نے اس کے اثبات میں ایک اور روایت نقل کی:

وأرضعت ثويبة رضي الله تعالى عنها قبلهما عمه صلى الله عليه وسلم حمزة بن عبد المطلب وكان أسن منه صلى الله عليه وسلم بسنتين وقيل بأربع سنين (20)

ترجمہ: "ثوبیہ نے آنحضرت ﷺ اور ابو سفیان کو دودھ پلانے سے پہلے آنحضرت کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا تھا حضرت حمزہؓ آنحضرت ﷺ سے دو سال بڑے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے چار سال بڑے تھے۔"

ابو سفیان کے رضاعی بھائی ہونے کے ناطے سے گھڑی جانے والی اس روایت میں ان عقل کے اندھوں نے شریعت کے اس قانون کو فراموش کر دیا ہے کہ جس میں رضاعی بھائی کی لڑکی بھی نکاح کے لیے حرام ہو جاتی ہے اگر ایسا ہوتا تو رسول اکرم ﷺ ابو سفیان کی بیٹی حضرت اُم حبیبہ سے شادی نہ کرتے۔ یہ روایتیں قرآن و سنت کے منافی ہیں لیکن پھر بھی یہ سیرت نگار اپنے انہیں نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سیرت نہیں بلکہ سیرت کی آڑ میں شانِ رسالت میں گستاخی کر رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی رضاعت کے اثبات میں بھی کچھ اسی طرح اپنی مہارت دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں تو آپ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ میرے رضاع بھائی کی لڑکی ہے اور اس کے اثبات میں احادیث کی کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابن ماجہ اور ابن داؤد میں ایک روایت نقل کر دی لیکن وہ اس میں بھی ناکام رہے کیونکہ اُنھوں نے اُس بیٹی کا نام بیان نہیں کیا جس کے بارے میں یہ بات کہی گئی تھی اور نہ ہی تاریخ میں ایسی کسی بیٹی کا نام ملتا ہے جس کے متعلق یہ بات کہی گئی تھی۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں جو حضرت حمزہ کے رضاعت کی تردید کرتے ہیں جو آگے آئیں گے۔ اب اگر حلبی کی نقل کردہ روایتوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو ثوبیہ کا دودھ پینے والے افراد کی تعداد پانچ تک جا پہنچی ہے اور کوئی بھی تاریخ ان پانچوں کی ایک زمانے میں شیر خواری ثابت نہیں کرتی لہٰذا ان روایتوں پر یقین نہیں کیا جا سکتا ہاں ان پر بحث کی جا سکتی ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب حضرت علیؑ سے بیس سال بڑے تھے اور آنحضرت ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب سے دس سال بڑے تھے جبکہ حضرت حمزہ کم و بیش پچیس سال بڑے تھے۔

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ثوبیہ کے ہاں صرف ایک بیٹا مسروح پیدا ہوا تھا اور اس کا دودھ اتنے سال تک کیسے باقی رہا؟ کہ ان سب حضرات نے وہ دودھ پیا اور کیا اس کو اتنا دودھ اُترتا تھا کہ وہ ایک وقت میں پانچ افراد کو دودھ پلاتی تھی۔ جہاں تک ابو لہب کو جنت کا پانی پلانے کی باتیں ہیں وہ بھی قرآن کی رو سے غلط نظر آتی ہیں۔ ابو لہب ایک معروف دشمنِ خدا و رسول ﷺ تھا اور اس کی مذمت میں سورہ لہب نازل ہوا ہے۔ (21) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿1﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ﴿2﴾ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿3﴾ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿4﴾ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ﴿5﴾

ترجمہ: "ہلاکت میں جائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو جائے۔ نہ اس کا مال ہی اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ جھلسے گا۔ اور اس کی بیوی بھی، ایندھن اٹھائے پھرنے والی۔ اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہے۔"

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے سورۃ اعراف واضح طور پر اعلان کیا: (22)

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ (50)

ترجمہ: "اور جہنّم والے جنّت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ ذرا ٹھنڈا پانی یا خدا نے جو رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے ہمیں بھی پہنچاؤ تو وہ لوگ جواب دیں گے کہ ان چیزوں کو اللہ نے کافروں پر حرام کر دیا ہے۔"

مگر پھر بھی اموی حکومت اور عباسی حکومت کے نمک خوار مورخین نے ابو لہب کو جہنم میں جنت کا ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی پلانے کی روایتیں وضع کر کے بیان کی ہیں جن کا مقصد صرف اور صرف رسول اکرم ﷺ کے والدین کے فضائل کو چھپانا مقصود ہے۔ جبکہ انہی مورخین نے حضرت ابو طالبؑ جنہوں نے نا صرف اپنی زندگی بلکہ اپنی پوری نسل کو حضور اکرم ﷺ کی اور ان کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کے لیے وقف کر دیا تھا اور پورا مقتل ان کی نسل کی قربانیوں سے بھرا پڑا ہے جس پر اصفہانی نے ایک کتاب مقاتل الطالبیین تحریر کی ہے۔ ان کے لیے انہی مورخین نے یہ روایت نقل کی کہ (نعوذ باللہ) وہ جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں۔

اس لیے ہم تحقیق سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان روایتوں میں کوئی صداقت نہیں بلکہ یہ والدین رسول الثقلینؑ کی عظمت کے منکروں نے واضح کیں اور ان کا پرچار کیا تاکہ لوگوں کی نظر میں والدین رسول ﷺ کا کوئی مقام نہ رہے اور اپنے منتخب افراد کے فضائل گھڑنے میں آسانی ہو سکے یہ بات کسی طور پر ثابت نہیں ہوتی کہ حضور اکرم ﷺ نے ثوبیہ کا دودھ پیا یا حضرت حمزہؓ نے ان کا دودھ پیا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ابو سفیان نے اس کا دودھ پیا ہو جس کے باعث اس نے اپنی پوری زندگی رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ کی مخالفت میں ابو لہب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بسر کی۔ ان دلائل کی روشنی میں ابو لہب کی کنیز ثوبیہ کی رضاعت والی روایت کسی طور پر ثابت نہیں ہوتی اور غیر مقبول ہے۔

رہا سوال حضرت حمزہ کے رضاعی بھائی ہونے کا تو یہ بھی اشکال سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس سلسلہ میں تاریخ میں حضرت عبدالمطلب کی دس بیٹوں والی نزر کا معاملہ بڑا مشہور ہے جسے یہاں دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور اس کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔ سیرت کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت پر سب سے پہلے جس سیرت نگار نے قلم اُٹھایا وہ محمد بن اسحٰق بن یسار مطلبی المدنی ہے جو ۱۵۱ھ ہجری میں فوت

ہوا۔اسے حضور اکرم ﷺ کی سیرت نگاری کا بانی کہا جاتا ہے۔ ہم رضاعت پیغمبر ﷺ سے متعلق اُن کی روایتوں کو بھی نقل کرینگے تاکہ مذکورہ بالا روایتوں میں پایا جانے والا تضاد سامنے آجائے۔

پہلی روایت ابن اسحٰق کی کتاب المغازی سے نقل کرینگے جسے سیرت ابن اسحٰق بھی کہا جاتا ہے۔اس میں ابن اسحٰق نے رضاعت پیغمبر ﷺ سے متعلق صرف ایک روایت اس طرح نقل کی ہے۔

قال ابن إسحق: فدفع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أمه، والتمس له الرضعاء، واسترضع له حليمة ابنة أبي ذؤيب۔ (23)

ترجمہ: "ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذوئیب تھا مقرر کیا گیا۔ "

اسی طرح ابن اسحٰق کے بعد ابن ہشام کا نام دوسرے درجے پر آتا ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اُس نے ابن اسحٰق کی تحریر کردہ سیرت النبی ﷺ کی کتاب میں کچھ کمی بیشی کرکے ایک نئی کتاب تالیف کی جو سیرت ابن ہشام کے نام مشہور ہوئی اسے بھی بعض لوگ سیرت ابن اسحٰق کا ہی نام دیتے ہیں۔ابن ہشام نے رضاعت پیغمبر ﷺ کے متعلق روایت کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس طرح نقل کی ہے:

قال ابن إسحاق: فاسترضع له امرأة من بني سعد بن بكر، يقال لها: حليمة، ابنة أبي ذؤيب. (24)

ترجمہ: "ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذوئب تھا مقرر کیا گیا۔"

ابن اسحٰق نے اپنی کتاب المغازی میں کسی بھی مقام پر ثوبیہ نامی کسی عورت کا ذکر نہیں کیا اور اسی طرح ابن ہشام نے بھی اپنی تالیف کردہ سیرت ابن ہشام نامی کتاب میں ثوبیہ نامی کسی عورت کا نام بیان نہیں کیا۔ بعد میں آنے والے مؤرخین نے نہ جانے اس عورت کا نام کہاں سے لیا ہے وہ اس کی اسناد بیان کرنے میں ناکام رہے۔

سیرت کی کتب میں اور تواریخ اسلامی کی تمام کتب میں حضرت عبدالمطلب کی ایک منت کا بھی ذکر ہوتا ہے جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ نے آپ زم زم کا کنواں کھود اُس کا پانی لوگوں کے پینے کے لیے دوبارہ بحال کیا تو اس کی کھدائی کے دوران طلائی ہرن نکلے تھے جسے دیکھ کر مخالف گروہ جنگ کے لیے آمادہ دکھائی دیتا تھا جس پر حضرت عبدالمطلب نے اپنے حامیوں کی تعداد کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے خانہ کعبہ کے سامنے جاکر منت مانی اور یہ نیت ظاہر کی کہ اگر اللہ تعالیٰ اُنہیں دس فرزند عطاء کرے تاکہ وہ دشمن کے مقابلے کے قابل ہو جائیں تو وہ اپنے ایک فرزند کو اس کی راہ میں خانہ کعبہ کے سامنے قربان کریں گے۔

جب حضرت عبدالمطلب کے ہاں دس فرزندوں کی پیدائش ہو گئی اور وہ جوان ہوئے تو اُنہوں نے اپنی منت پوری کرنے کا عزم کیا جسے پورا کرنے کے لیے اُن کے تمام بیٹوں نے اپنے اپنے نام دیے لیکن آپ نے قرعہ نکال کر اس نذر کو پورا کرنے کا اعلان کیا اور اس مقصد سے آپ خانہ کعبہ کے سامنے گئے۔اس واقعہ کو یہاں ہم نقل کر رہے ہیں:

فعند ذلك نذر لئن ولد له عشرة لينحرن أحدهم فلما ولد له عشرة وأراد ذبح عبد الله-(25)

ترجمہ: "حضرت عبدالمطلب نے منت مانی تھی کہ اگر ان کے ہاں دس لڑکے پیدا ہوئے تو وہ ایک لڑکا قربان کریں گے۔"

اور ان بیٹوں کے نام بھی ابن ہشام نے نقل کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

الحرث والزبير وحجل وضرار والمقوم وأبو لهب والعباس وحمزة وأبو طالب وعبد الله (26)

ترجمہ: "حارث، زبیر، غیداق، ضرار، مقوم، ابولہب، ابو طالب، حمزہ، عباس اور عبداللہ اور یہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نذر کے وقت سب سے چھوٹے تھے۔"

اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی بیان کیا ہے کہ ان کے ایک بھائی جن کا نام عباس تھا اُنھوں نے حضرت عبداللہ کو ذبح ہونے سے بچایا تھا اور وہ اس کوشش میں زخمی ہوگئے تھے:

أن العباس بن عبد المطلب اجترہ من تحت رجل أبیه حتی خدش وجه عبد الله خدشا، لم یزل فی وجهه حتی مات۔ (27)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ کو ان کے بھائی عباس نے اپنے والد کی چھری سے بچا کر گھسیٹ لیا تھا جس سے ان کے چہرے پر خراش آئی جس کا نشان ان کی وفات تک باقی رہا۔"

ثوبیہ کے بارے میں منابع کتب میں ملتا ہے کہ انہی ایام میں ثوبیہ کے ہاں مسروح نامی بیٹا پیدا ہوا تھا جو ثوبیہ کی زندگی میں ہی وفات پا گیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ثوبیہ حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے آئی تو اس وقت اس کا بیٹا مسروح بھی اس کے ساتھ تھا۔ پھر اس نے رسول اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کو دودھ پلایا اور ساتھ ہی ابو سلمہ بن عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی نے بھی اس کا دودھ پیا۔ (28)

اس روایت میں حلبی نے ایک ساتھ چار بچوں کو دودھ پلوادیا جو کہ کسی بھی عورت کے لیے ممکن نہیں ہوتا ہے۔ بہر حال حلبی کے اس بیان کو مسترد ہی کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے ہاں اس قسم کی روایتوں کی بھرمار ہے۔

حلبی اور یعقوبی اور دیگر سیرت نگاروں کی روایتوں کے مطابق حضرت حمزہؓ اور ابو سلمہ بھی آپؐ کے رضاعی بھائی تھے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حمزہ رسول اکرم ﷺ کے ہم عمر تھے اس لیے ضروری ہے کہ یہاں چند باتوں کا ذکر کیا جائے:

الف) مورخین جب حضرت عبدالمطلب کی دس بیٹوں والی نذر کا ذکر کرتے ہیں تو وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہؑ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہؑ کو ان کے بھائی عباس نے اپنے والد کی چھری سے بچا کر گھسیٹ لیا تھا جس سے ان کے چہرے پر خراش آئی جس کا نشان ان کی وفات تک باقی رہا۔ لیکن جب ثوبیہ کی رضاعت کی بات کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ عباس کے بڑے بھائی حضرت حمزہؓ حضرت عبداللہ علیہ السلام کے بیٹے رسول اکرم ﷺ کے ہم عمر تھے کیونکہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اکٹھے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا اس لیے اگر عمر میں فاصلہ ہوا بھی تو ایک دو سال کا ہوگا۔

ایک طرف تو حضرت حمزہؓ رسول اکرم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ علیہ السلام سے بڑے بیان کیے جاتے ہیں تو دوسری طرف پچیس سال کے فرق سے حضرت عبداللہ علیہ السلام کے بیٹے رسول اکرم ﷺ کے ہم عمر ہو جاتے ہیں دوسرے معنی میں اپنے چھوٹے بھائی سے تو بڑے ہیں لیکن اسی بھائی کے بیٹے کے ہم عمر ہیں۔ مورخین کی اس غلطی کو نبھانے کے لیے حلبی نے خوب تانے بانے بُننے کی کوشش کی ہے جو اشکال سے خالی نہیں ہے اس لیے ہم اسے قبول نہیں کر سکتے۔

ب) مورخین نے مسروح اور اس کے باپ کے متعلق کچھ بیان نہیں کیا کہ مسروح کس کا بیٹا ہے؟ حالانکہ عرب تو حسب اور نسب کا بہت خیال رکھتے تھے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ مورخین کو مسروح کا نسب کا معلوم نہ ہو۔ اگر مسروح ابو لہب کا بیٹا تھا تو پھر مورخین نے اس کی صراحت کے ساتھ وضاحت کیوں نہیں کی۔

ج) مؤرخین میں ثوبیہ کا دودھ پینے والوں کے ناموں میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور مختلف شخصیات کے نام لیے جاتے ہیں۔ بعض کتب میں رسول اکرم ﷺ، حضرت حمزہؓ اور ابو سلمہ کے علاوہ ابو سفیان کے نام بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ان باتوں سے ذہن میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ کیا عربوں میں کسی عورت کے لیے یہ ممکن تھا؟ یا یہ کوئی رسم تھی کہ وہ ایک ساتھ کئی بچوں کو دودھ پلائے؟ اگر ایسا تھا تو تاریخ میں ایسی کوئی مثال

نہیں ملتی۔ کیا ثوبیہ اتنی قسمت کی دھنی تھی کہ اُسے تاریخ کی کئی اہم شخصیات کو ایک ہی وقت میں دودھ پلانے کا اتفاق ہوا؟ یا پیشہ ور حدیث سازوں نے مذکورہ شخصیات کی قابلِ ذکر صفات اور دوسرے فضائل ثوبیہ کے ہی مرہونِ منت قرار دینے کی کوشش کی ہے؟

مگر حیرت اس بات کی ہے کہ ان مورخین کو اتنا بھی شعور نہ تھا کہ اپنے ہی وضع کردہ اصول اور بیان کردہ فرسودہ رسوم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے روایتیں گھڑتے۔ ایک طرف تو یہ بات بڑے زور و شور سے بیان کرتے ہیں کہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ اپنے بچوں کو بادیہ نشین یا صحرائی عورتوں کو دودھ پلانے کے لیے دے دیتے تھے تاکہ وہ شہر مکہ سے دور لے جا کر کھلی فضاء میں ان کی رضاعت اور پرورش کا کام انجام دیں لیکن ثوبیہ کے معاملے میں اس اصول کو بالائے طاق رکھ دیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ وہ مکہ شہر کی باسی تھی اور ابولہب کے گھر میں رہتی تھی، نہ تو وہ بادیہ نشین تھی نہ ہی صحرا میں رہنے والی تھی۔

د) جیسا کہ اوپر نقل کیا جا چکا ہے کہ ملیکۃ العرب اور مکہ کی سب سے امیر خاتون اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے ابو لہب کو ثوبیہ کی منہ مانگی قیمت دینے کی پیشکش کی تھی کہ وہ قیمت لے کر اسے آزاد کر دے لیکن ابو لہب نے ان کی پیشکش کو قبول نہ کیا اور صراحت کے ساتھ انکار کر دیا تھا۔ حیرت اس بات کی ہے کہ یہ بات حلبی کی سمجھ میں نہ آئی اور حلبی نے پھر بھی بیان کیا کہ ابو لہب نے ثوبیہ کو رسول اکرم ﷺ کی ولادت کی خبر دینے پر آزاد کیا تھا۔

اس کے برعکس ہمیں دیار بکری کے ہاں ایک دوسری روایت ملتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ابو لہب نے اسے ہجرت کے بعد اپنی رضا و رغبت سے آزاد کیا تھا۔ (29) اس تضاد کی گتھی کو سلجھانے کے لیے حلبی نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر بیان کیا کہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ابو لہب نے ثوبیہ کو اسی وقت آزاد کر دیا ہو لیکن اس کی آزادی کو مخفی رکھا ہو اور اس کو فروخت کرنے سے انکار کا بھی یہی سبب ہو کہ وہ آزاد ہو گئی تھی اور کسی آزاد عورت کی خرید و فروخت نہیں ہوتی تھی اور اس کی آزادی کا اظہار رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد کیا ہے۔

حلبی کے الفاظ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں کیونکہ ابولہب کے ثوبیہ کو آزاد کرنے کے بعد اسے ابو لہب کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا اور حلبی یہ بتانے میں ناکام رہے کہ ابولہب نے ثوبیہ کو بیالیس سال کے طویل عرصے تک اپنے پاس کیوں رکھا؟ اور ثوبیہ خود آزاد ہونے کے بعد بھی اُس کے پاس اتنا عرصہ کیوں رہی؟ کیا اُسے اپنی آزادی پسند نہ آئی تھی یا اسے آزادی کی کوئی خوشی نہ ہوئی یا پھر وہ دینِ اسلام کے زمرے میں داخل نہیں ہونا چاہتی تھی یا پھر اُس کے پاس اپنے گزر اوقات کے لیے اسباب نہ تھا۔ اگر ثوبیہ کے مال و اسباب نہیں تھا تو اُس نے اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سنہری پیشکش کا فائدہ کیوں نہ اُٹھایا۔

اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ سیرت النبیؐ لکھنے والے مورخین کو دشمنِ خدا اور رسول ﷺ ابو لہب کی وکالت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس بارے میں جتنی بھی روایتیں ملتی ہیں، ان روایتوں کی اسناد میں موسیٰ شیبہ نامی شخص کا ذکر آیا ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ اُس کی روایتیں جھوٹی ہوتی ہیں جبکہ دوسری راویہ عمیرہ بنت عبداللہ بن کعب بن مالک ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ نامعلوم عورت ہے اور اس کا ذکر فقط اسی روایت میں ہوا ہے۔ اس لیے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ (بخاری کتاب النکاح کے باب میں (30) مسلم کتاب الرضاع۔۔۔۔۔۔۔۔3658۔

وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِىُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالاَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِى مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ -صلی اللہ علیہ وسلم- تَقُولُ قِيلَ

لِرَسُولِ اللهِ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ أَيْنَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ عَنِ ابْنَةِ حَمْزَةَ. أَوْ قِيلَ أَلاَ تَخْطُبُ بِنْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ «إِنَّ حَمْزَةَ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ». (31)

ابوداود کی کتاب النکاح۔۔۔۔2058۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي قَالَ «فَأَفْعَلُ مَاذَا». قَالَتْ فَتَنْكِحُهَا... إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ». (32)

اور *سنن ابن ماجہ کی کتاب النکاح*۔۔۔۔1939۔

حدثنا محمد بن رمح. أبأنا الليث بن سعد عن يزيد بن أبي حبيب عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير أن زينب بنت أبي سلمة حدثته أن أم حبيبة حدثتها أنها: ـ قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم انكح أختي عزة. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (أتحبين ذلك؟) قالت نعم. يا رسول الله فلست لك بمخلية. وأحق من شركني في خير أختي. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (فإن ذلك لا يحل لي) قالت فإنا نتحدث أنك تريد أن تنكح درة بنت أبي سلمة. فقال (بنت أم سلمة؟) قالت نعم. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (فإنها لو لم تكن ربيبتي في حجري ماحلت لي. إنها لابنة أخي من الرضاعة. أرضعتني وأباها ثويبه فلا تعرضن على أخواتكن ولا بناتكن (33)

کتب احادیث میں ملنے والی وہ تمام احادیث جن میں ثوبیہ کا نام آیا ہے، یہ سب احادیث اسی پہلی حدیث کی بنیاد پر بیان کی گئی ہیں جو کہ اشکال سے کسی طرح بھی خالی نہیں ہیں اسی لیے انہیں قبول نہیں کیا جاسکتا۔ مگر کیا کہنا ان ضمیر فروش مورخین کا جنہوں نے اموی اور عباسی حکمرانوں سے مالی منافعت حاصل کرنے ان کی آشیر باد لینے کی غرض سے انہوں نے والدین رسول الثقلینؐ پر حرف ذنی سے گریز نہ کیا۔

حلیمہ سعدیہ کے بارے میں پہلی روایت ابن سعد کی ہے جو اس طرح نقل ہوئی ہے:

أخبرنا محمد بن عمر بن واقد الأسلمي، أخبرنا زكريا بن يحيى بن يزيد السعدي عن أبيه قال: قدم مكة عشر نسوة من بني سعد بن بكر يطلبن الرضاع، فأصبن الرضاع كلهن الا حليمة بنت عبد الله بن الحارث بن شجنة بن جابر بن رزام بن ناصرة بن فصية بن نصر بن سعد ابن بكر بن هوازن بن منصور بن عكرمة بن خصفة بن قيس بن عيلان ابن مضر (34)

ترجمہ: "یحیٰی بن یزید السعدی کہتے ہیں: مکہ میں بچوں کو دودھ پلانے کی غرض سے قبیلہ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں آئیں تو ابس بچے مل گئے مگر ایک حلیمہ بنت عبد اللہ بن الحارث بن شجنۃ بن جابر بن رزام بن ناصرۃ بن فصیۃ بن نصر بن سعد ابن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان ابن مضر باقی رہیں جنہیں کوئی بچہ نہ ملا۔"

دوسری روایت ابن سعد کی اس طرح بیان ہوئی ہے:

فعرض عليها رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فجعلت تقول: ... ، فشرب رسول الله، صلى الله عليه وسلم، حتى روى، وشرب أخوه ولقد كانا اخوه لا ينام من الغرث (35)

ترجمہ: "جب آنحضرت ﷺ کی رضاعت ان عورتوں کو پیش کی گئی تو کہنے لگیں: (یتیم بے مال و منال) ان کی ماں کیا کرلیں گی؟ قبیلہ کی تمام عورتیں حلیمہ کو چھوڑ کر چلی گئیں تو حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا: تیری کیا رائے ہے؟ میری ساتھ والیاں تو چلی گئیں اور مکہ میں

دودھ پلانے کے لیے بجُز اس یتیم بچے کے کوئی نہیں ، اگر ہم اسے لے لیں تو کیا ؟ کیونکہ مجھے یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ بے کچھ لیے واپس گھر جائیں۔ شوہر نے جواب دیا : اسے لے لیں، شاید اس میں ہمارے لیے کوئی بہتری ہو۔ حلیمہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے پاس آئیں ۔ان سے لے کر آنحضرت ﷺ کو اپنی آغوش میں لیا تو دونوں چھاتیاں اس قدر بھر آئیں کہ اب ان سے دودھ ٹپکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے آسودہ ہوکے پیا اور آپ ﷺ کے دودھ شریک نے بھی پیا جس کی پہلے یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے سوتا نہ تھا۔"

وقالت أمه: يا ظئر سلي عن ابنك فإنه سيكون له شأن،

آنحضرت ﷺ کی والدہ نے حلیمہ سے کہا: مہربان اور شریف دائی۔ میرے بچے (یعنی رسول اللہ ﷺ) کی جانب سے خبر دار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہو گی۔

وأخبرتها ما رأت وما قيل لها فيه حين ولدته، وقالت: قيل لي ثلاث ليال: استرضعي ابنك في بني سعد بن بكر، ثم في آل أبي ذؤيب،

قالت حليمة: فإن أبا هذا الغلام الذي في حجري أبو ذؤيب، وهو زوجي،

ترجمہ : "آمنہ نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور اس مولود کی نسبت جو ان سے کہا گیا تھا، حلیمہ کو سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی کہا: مجھ سے (متواتر) تین شب کہا گیا کہ اپنے بچے کو اوّلا قبیلہ بن سعد بن بکر میں ، پھر آلِ ابو ذویب میں دودھ پلوانا۔ حلیمہ نے کہا: یہ بچہ جو میری گود میں ہے اسی کا باپ ابو ذویب میرا شوہر ہے۔"

فطابت نفس حليمة وسرت بكل ما سمعت، ثم خرجت به إلى منزلها، فحدجوا أتانهم، فركبتها حليمة وحملت رسول الله، صلى الله عليه وسلم، بين يديها وركب الحارث شارفهم فطلعا على صواحبها بوادي السرر، وهن مرتعات وهما يتواهقان،

ترجمہ : "غرض کہ حلیمہ کی طبیعت خوش ہو گئی اور ان سب باتوں کو سن کے خوشی خوشی آنحضرت ﷺ کو لیے ہوئے اپنی فرودگاہ پہنچی ۔ گدھی پر اسباب و کجاوہ رکھا اور حلیمہ رسول اللہ ﷺ اپنے آگے لیے ہوئے بیٹھ گئیں۔ ان کے آگے حارث بیٹھے ۔ چلتے چلتے وادیٔ السّرر میں پہنچے ساتھ والیوں سے ملاقات ہوئی جو شاداں و مسرور تھیں اور حلیمہ و حارث کوشش کر رہے تھے کہ ان کے برابر آجائیں۔"

فقلن: يا حليمة ما صنعت؟ فقالت: أخذت والله خير مولود رأيته قط وأعظمهم بركة، قال النسوة: أهو بن عبد المطلب؟ قالت: نعم!

قالت: فما رحلنا من منزلنا ذلك حتى رأيت الحسد من بعض نسائنا.

ترجمہ : "حلیمہ سے ان عورتوں نے پوچھا کیا کیا؟ جواب دیا خدا کی قسم جتنے بچے میں نے دیکھے ان سب میں بہترین مولود بزرگ ترین برکت والے کو میں نے لیا ہے۔ عورتوں نے کہا: کیا وہ عبدالمطلب کا لڑکا؟ حلیمہ نے کہا: ہاں ۔ حلیمہ کہتی ہیں : ہم نے اس منزل سے کوچ بھی نہ کیا تھا کہ دیکھا بعض عورتوں میں حسد نمایاں ہے۔"

قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: وذكر بعض الناس أن حليمة لما خرجت برسول الله، صلى الله عليه وسلم، إلى بلادها قالت آمنة بنت وهب:

ترجمہ : "محمد بن عمر وکہتے ہیں : بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حلیمہ اپنے گھر لے چلیں تو آمنہ بنت وہب نے کہا:

أعيذه بالله ذي الجلال ... من شر ما مر على الجبال

جسم پر جو شر گزرتے ھیں ، جو بدی و خرابی و خستگی ھوتی ہے، جو آفات و امراض پیش آتے ھیں ان سب سے میں اپنے بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ھوں اور اس کے لیے خدا سے پناہ مانگتی ھوں۔

حتی أراہ حامل الحلال... ویفعل العرف إلی الموال

ترجمہ: "میں اس وقت تک کے لیے اس کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں کہ اسے امر حلال کا حامل اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرتے دیکھ لوں۔"

وغیرھم من حشوۃ الرجال...

ترجمہ: "اور صرف غلاموں ہی کے ساتھ نہیں بلکہ یہ بھی دیکھوں کہ ان کے علاوہ دوسرے ادنٰی درجے کے لوگوں کے ساتھ بھی نیکیاں کررہا ہے۔"

حلیمہ سعدیہ کے حوالے سے جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ یہ ہے کہ جب اُن پر آپ ﷺ کی رضاعت پیش کی گئی تو اُنہوں نے آپ ﷺ کی رضاعت کو یتیم ہونے کے سبب قبول کرنے سے ہچکچاہٹ محسوس کی اور جب کوئی بچہ نہ ملا تو شوہر سے مشورہ کرکے اپنے خاندان کی بھوک افلاس مٹانے کی غرض سے مجبوراً قبول کرلیا۔ اگر ایسا ہے تو روایت اشکال سے خالی نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ ولادت کے وقت نہ تو یتیم تھے اور نہ ہی لاوارث تھے کہ ان کے خاندان کی بابت کوئی ایسی بات کسی کے دل میں آسکتی تھی۔ حضرت عبدالمطلب رئیس مکہ تھے اور حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کسی سے کم نہ تھیں۔ پھر یہ کہ حضرت عبداللہ علیہ السلام نے آپ کی ولادت کے کئی ماہ بعد اس دارِ فانی سے کوچ کیا تھا جسے کتاب صفۃ الصفوۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

وقد روی عن عوانۃ بن الحکم أن عبد اللہ توفی بعد ما أتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیۃ وعشرون شہراً، وقیل سبعۃ أشہر۔ (36)

ترجمہ: "عوانہ بن حکم سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے اٹھائیس ماہ بعد اور بعض کے نزدیک سات ماہ بعد دنیا کو الوداع کیا۔"

اگر حلیمہ سعدیہ، تین کنواری لڑکیوں جن کو عاتکہ کا نام دیا گیا ان سے منسوب معجزات بیان کرکے کام چلانا ہے اور ان پر یقین کیا جائے تو پھر شیخ کلینی کی نقل کردہ اس روایت کو بھی درست ماننا پڑے گا اور یقین کرنا پڑے گا جو اُنہوں نے آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالبؑ کے متعلق جنہوں نے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے وقف کردی تھی اور انہیں آپ ﷺ کا حامی و ناصر بنایا اور ہمیشہ اس پر قائم رہنے کی وصیت کی۔ کلینی کی روایت درج ذیل ہے:

محمد بن یحیی، عن سعد بن عبد اللہ، عن إبراھیم بن محمد الثقفی، عن علی بن المعلی، عن اخیہ محمد، عن درست بن ابی منصور، عن علی بن ابی حمزۃ، عن ابی بصیر، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: لما ولد النبی صلی اللہ علیہ والہ مکث ایاما لیس لہ لبن، فالقاہ ابو طالب علی ثدی نفسہ، فانزل اللہ فیہ لبنا فرضع منہ علی حلیمۃ السعدیۃ فدفعہ إلیہا۔ (37)

جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو چند دن تک ان کی والدہ کے دودھ نہ اُترا۔ ابو طالب نے ان کو اپنی چھاتی سے لگایا۔ خدا نے دودھ اتار دیا اور رسول اکرم ﷺ کی رضاعت اس سے ہوئی، پھر ابو طالب نے ان کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا۔ شیخ کلینی نے بھی مذکورہ روایت کو ایک معجزہ کے طور پر بیان کیا ہے اور اس روایت میں حضرت ابوطالبؑ اور حلیمہ سعدیہ کا نام بیان کیا ہے۔

اب رہا سوال حلیمہ سعدیہ کی رضاعت کا تو اس پر بھی اشکال پایا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی جو کہ ان اللہ علی کل شی قدیر (اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے) آپ ﷺ اس کی محبوب شخصیت ہونے کے ساتھ ہی طٰہٰ اور یٰسین کے لقب کے بھی مصداق ہیں وہ اُنہیں ان کی ماں کے دودھ سے محروم رکھے جس کے رحم کو خود رسول اکرم ﷺ نے طیب وطاہر قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ عام لوگوں کے لیے حکم صادر کررہا ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ (38)

ترجمہ : " مائیں اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں گی جو رضاعت کو پورا کرنا چاہے۔"
اس آیت کی موجودگی میں سمجھ میں نہیں آتا کہ سیرت نگاروں کو کونسی مجبوری نظر آئی کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر ﷺ کو ان کی ماں کا دودھ پینے سے محروم رکھا اور انہیں دیگر خواتین کا دودھ پینے کی روایت بیان کر ڈالی۔ یہی وہ سوال ہے جس نے لاکھوں ذہنوں میں جنم لیا ہے اور ہم نے اس موضوع پر اس مقالے میں بحث کی ہے تاکہ حق کے متلاشی افراد اس پر غور کرکے اپنی صحیح سمت کا تعین کریں کہ آیا ہم واقعی سیرت پیغمبر ﷺ بیان کر رہے ہیں یا پھر سیرت پیغمبر ﷺ کی آڑ میں ان پر حرف زنی کر رہے ہیں؟
حضرت آمنہؑ کی رضاعت کے حوالے سے بات کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی رضاعت کی مدت تک حضرت آمنہؑ بقید حیات تھیں جس کے بارے میں مواھب اللدینہ میں یہ روایت ملتی ہے:

ولما بلغ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ أربع سنین۔ وقیل خمسا، وقیل ستّا، وقیل سبعا، وقیل تسعا۔ ماتت أمه بالأبواء۔ (39)

ترجمہ : "جب آپ ﷺ چھ سال کے سن کو پہنچے، ایک قول ہے پانچ سال، ایک قول ہے چھ سال، ایک قول سات سال اور ایک قول کے مطابق ۹ سال تو آپؐ کی والدہ کا انتقال ربوہ میں ہوا۔"
جبکہ تاریخ خمیس میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا گیا ہے:

وفی السنة السادسة من مولده صلّی اللہ علیه وسلم وفاة آمنة فی المواھب اللدنیة لما بلغ صلّی اللہ علیه وسلم ست سنین وقیل أربع وقیل خمس وقیل سبع وقیل تسع وقیل اثنتی عشرة سنة (40)

ترجمہ : "رسول اکرم ﷺ کی عمر چھ سال تھی جب حضرت آمنہؑ کا انتقال ہوا، مواھب اللدینہ میں بیان کیا گیا ہے کہ چھ سال، چار سال، پانچ سال، سات سال اور ایک قول کے مطابق بارہ سال تھی اور ابن سعد نے چھ سال بیان کی ہے۔" (41)
ان روایتوں کی موجودگی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ولادت سے لے کر عہد رضاعتِ پیغمبر ﷺ تک آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ بقیدِ حیات تھیں جس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ مورخین نے حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کی رضاعت کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ نے آپ ﷺ کو کل نو (۹) دن دودھ پلایا جسے حلبی نے اس طرح نقل کیا ہے:

قال: وجاء أن أمه أرضعته صلی اللہ علیه وسلم تسعة أیام. (42)

اس روایت کو صاحب الدرر وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کل تین دن دودھ پلایا اور بعض سات دن بتلاتے ہیں۔ ان اقوال کو صاحبان سیر سے صاحب تاریخ خمیس نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

أرضعت رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلم أمّه آمنة ثلاثة أیام وقیل سبعة ۔ (43)

اب قرآن مجید اور تاریخ انبیاء کی روشنی میں دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام پیغمبروں کو ان کی ماؤں کا دودھ پلوایا اور جہاں یہ دودھ میسّر نہ ہوا تو وہاں اس نے اپنی قدرت کاملہ سے ان بچوں کے انگوٹھوں میں سے دودھ جاری کر دیا۔ اس حوالے سے حلبی نے اپنے ہاں روایت نقل کی:

فعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما قال: کان فی عهد الجاهلیة إذا ولد لهم مولود من تحت اللیل ... فوضعت علیه الإناء فوجدته قد تفلق الإناء عنه وهو یمص إبهامه یشخب أی یسیل لبنا اھ. (44)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں (قریش میں) جب کوئی بچہ رات کے وقت پیدا ہوتا تو اس کو ایک برتن کے نیچے رکھ دیا جاتا اور لوگ صبح ہونے تک اس کو نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ رات کے وقت پیدا ہوئے تو آپ کو بھی ایک برتن کے نیچے رکھ دیا گیا جو ایک پیمانہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ ایک بڑا پیمانہ تھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ اس پیمانے کے پاس آئے مگر انہوں نے دیکھا کہ وہ پیمانہ یعنی برتن پھٹ کر دو ٹکڑے ہو چکا تھا اور آنحضرت کی نگاہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ لوگوں کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا بیان کرتی ہیں کہ میں (آپؐ کی ولادت کے بعد) آپؐ کے اوپر ایک برتن ڈھانپ دیا مگر (صبح کو) میں نے دیکھا کہ وہ برتن پھٹ کر آپ ﷺ کے اوپر سے ہٹ چکا ہے اور آپ ﷺ اس حال میں تھے کہ اپنا انگوٹھا چوس رہے تھے جس سے دودھ نکل رہا تھا۔"

اس روایت کے اثبات میں حلبی نے بچوں کے انگوٹھوں سے دودھ نکلنے کے شواہد کے طور پر ایک یہ روایت بھی نقل کی جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایسا ہر دور میں ہوتا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلا تخصیص بچوں کی غذا کا انتظام کیا۔

أي وفي العرائس أن فرعون لما أمر بذبح أبناء بني إسرائيل ... افقا يظهر الإسلام لموسى عليه الصلاة والسلام ويخفي الكفر. (45)

ترجمہ: "حلبی نے نقل کیا ہے کہ: عرائس میں ہے کہ فرعون نے (جب حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کے ڈر سے) یہ حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر بچہ کو قتل کر دیا جائے تو عورتیں یہ کرنے لگیں کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے لے کر چپکے سے کسی وادی یا غار میں لے جاتیں اور اس میں بچے کو چھپا دیتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کے لیے فرشتوں میں سے کسی کو متعین فرما دیتے جو اس کو کھلاتا پلاتا یہاں تک کہ (بڑے ہو کر وہ بچہ) لوگوں میں آملتا (سامری جادوگر جو اسی زمانے میں پیدا ہوا تھا) اس کے ماں نے اسے بھی اسی طرح ایک غار میں چھپا دیا تھا اس کے پاس جو فرشتہ (اس کو کھلانے پلانے کے لیے) آیا وہ حضرت جبرائیلؑ تھے۔ یہ سامری اس غار میں (انگوٹھا چوسا کرتا تھا اور) اس کے ایک ہاتھ کے انگوٹھے میں سے مسکہ نکلتا تھا اور دوسرے سے شہد نکلتا تھا، اسی وجہ سے جب دودھ پینے والا بچہ بھوکا ہوتا ہے تو وہ اپنا انگوٹھا چوستا ہے۔ چنانچہ انگوٹھا چوسنے کے متعلق روایت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رزق رکھ دیا ہے۔ یہ سامری ایک منافق تھا جو بظاہر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے کفر کو چھپاتا تھا۔"

ان روایتوں کی موجودگی میں بھی والدین رسولِ ثقلین ﷺ سے بغض رکھنے والے سیرت نگاروں نے رسول اکرم ﷺ کو ان کی والدہ محترمہ کا دودھ پلانے کی بجائے دیگر عورتوں کا دودھ پلوا دیا اور یہاں تک کیا کہ کنواری لڑکیوں کو بھی نہ بخشا اور معجزہ بیان کر ڈالا یہ بھی نہ سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ سامری جیسے مردود کے لیے اس کے انگوٹھے سے شہد اور دودھ جاری کر سکتا ہے تو وہ اپنے اس محبوب پیغمبر ﷺ کی والدہ کے خشک دودھ کو دوبارہ جاری نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشکل سے مشکل حالات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے لیے اُن کی ماں کا دودھ مقدم رکھا اور ان کی رضاعت کا اہتمام کیا۔ تاریخ انبیاء میں کہیں نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو اس کی والدہ کے دودھ سے محروم رکھا ہو جس نے اسے پیٹ میں رکھنے کی مشقت جھیلی ہو اور دودھ پلانے کی فضیلت کسی اور خاتون کے حصہ میں ڈالی ہو۔ بلکہ اس حوالے سے صراحت کے ساتھ آیتِ قرآنی ملتی ہے کہ:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ۔

ترجمہ: "اور ہم نے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں کا دودھ پہلے ہی سے حرام کر دیا۔" (46)

اسی طرح انبیاء کرامؑ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں علامہ مجلسی اپنی کتاب حیاۃ القلوب میں نقل کرتے ہیں:

وحامله شد مادر ابراهیم به ابراهیم وحملش ظاهرنشد، و چون نزدیك شد ولادتش گفت: ای آزر! مرا علت مرض یا حیض روی داده است و می خواهم از تو جدا شوم، و در آن زمان قاعده چنین بود که در حالت حیض یا مرض زنان از شوهران جدا می شدند. پس بیرون آمد و به غاری رفت ، وحضرت ابراهیم علیه السلام در آن غار متولد شد، پس او را مهیا کرد و در قماط پیچید و به خانه خود برگشت و در غار را به سنگ برآورد، پس خداوند قادر حکیم برای ابراهیم در انگشت مهینش شیری قرار داد که او می مکید و هر چند گاهی یك مرتبه مادر به نزد او می آمد.(۴۰)

ترجمہ: "اس زمانے میں یہ قائدہ تھا کہ حیض یا مرض کی حالت میں عورتیں شوہروں سے الگ رہتی تھیں۔ غرض وہ گھر نکل کر ایک غار میں چلی گئیں وہاں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑا اور غار کے دروازے کو پتھر سے بند کر دیا اور اپنے گھر واپس آئیں۔ خداوند قادر و حکیم نے حضرت ابراہیمؑ کے لیے ان کے انگوٹھے میں دودھ پیدا کر دیا اُسے چوسا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اُن کی ماں اُن کے پاس آتی رہتی تھیں۔"

طبری نے اپنے ہاں اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا ہے:

كانت قريبا منها فولدت فيها إبراهيم عليه السلام وأصلحت من شأنه ما يصنع بالمولود ثم سدت عليه المغارة ثم رجعت إلى بيتها ثم كانت تطالعه في المغارة لتنظر ما فعل فتجده حيا يمص إبهامه يزعمون والله أعلم أن الله جعل رزق إبراهيم عليه السلام فيها ما يجيئه من مصه۔ (47)

ترجمہ: "جب حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو رات کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی والدہ جنگل میں تشریف لے گئیں جہاں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ اس جگہ ان کی والدہ نے ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کی غرض سے ان کو ایک غار میں چھپا دیا اور اپنے گھر واپس لوٹ آئیں۔ پھر بار بار اس غار میں جاتیں تاکہ بچے کی نگہداشت کی جاسکے۔ جب آپ وہاں جاتیں تو دیکھتیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے انگوٹھے کو منہ میں لیا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے رزق کا انتظام ان کے انگوٹھے چوسنے کے ذریعہ کیا۔"

طبری نے حضرت موسیٰؑ کی پیدائش اور ان کی رضاعت کا واقعہ ایسے نقل کیا ہے:

فلما أرادت وضعه حزنت من شأنه فأوحى الله إليها أن أرضعيه فإذا خفت عليه فألقيه في اليم وهو النيل ولا تخافي ولا تحزني إنا رادوه إليك وجاعلوه من المرسلين۔ (48)

ترجمہ: "حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کا وقت آیا تو اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ اسے دودھ پلایئے اور جب اس کے بارے میں کوئی خطرہ محسوس ہو تو اسے دریائے نیل میں ڈال دینا اور کسی قسم کا خطرہ محسوس نہ کرنا ہم اسے پھر تمہاری طرف لوٹادیں گے اور ہم اسے پیغمبروں میں سے بنادیں گے۔"

ان آیات کی روشنی میں حلیمہ سعدیہ کی رضاعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ حضرت آمنہ سلام اللہ کی رضاعت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ اپنی روش کو کبھی تبدیل نہیں کرتا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ (49)

ترجمہ: "یہ خدائی سنّت ان لوگوں کے بارے میں رہ چکی ہے جو گزر چکے ہیں اور خدائی سنت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے۔"

قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اہلبیتؑ کے متعلق صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا ہے کہ:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (سورہ احزاب: 33) (50)

ترجمہ: "بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہل بیت علیہ السّلام کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔"

اس آیت کی موجودگی میں کہا جاسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہلبیتؑ رسول ﷺ کو ہر قسم کے رجس سے دور رکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس نے اپنے محبوب رسولؐ کے لیے بھی کیا ایسا ہی انتظام کیا ہوگا اور وہ اُن عورتوں کا دودھ پلوائے گا جن کا موحد ہونا ثابت نہ ہوتا ہو؟ کیونکہ اُس وقت مکہ ہی کیا بلکہ اطراف مکہ میں بھی بت پرستی عام تھی صرف رسول اکرم ﷺ کا وہ گھر جس میں آپؐ نے پرورش پائی اس لعنت سے پاک تھا اور وہ ابو طالبؑ کا گھر تھا۔ اس لیے یہ بات کسی طور قبول نہیں کی جاسکتی کہ آپ ﷺ نے کسی غیر موحد عورت کا دودھ پیا ہو اور معجزہ کی کیا ضرورت تھی جب اُن کی والدہ نے اُنہیں دودھ پلایا اور اگر معجزہ والی باتیں سامنے لائی جائیں تو پھر ابو طالبؑ والی بات بھی ماننی پڑے گی۔ اس تمام بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دوسرا نظریہ جو کہ رسول اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہ کا دودھ پینے سے متعلق پایا جاتا ہے درست ہے۔

حوالہ جات

1۔ بحار الأنوار، العلامة شیخ محمد باقر المجلسي، مؤسسة الوفاء، بیروت، ج ۱۶ ص ۴۰۶؛ ج۱۷ ص ۱۱۶؛ الذریعة إلی تصانیف الشیعة، العلامة الشیخ آقا بزرگ الطهراني، دار الأضواء، بیروت، ج ۴ ص ۱۶۸

2۔ محمد بن سعد بن منیع أبو عبدالله البصري الزهري، الطبقات الکبریٰ، المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر، بیروت، الطبعة: ۱، 1968 م، ج1، ص۱۰۸)

3۔ محمد بن سعد بن منیع أبو عبدالله البصري الزهري، الطبقات الکبریٰ، المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر، بیروت، الطبعة: 1، 1968 م، ج۱، ص۱۰۸)

4۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص۱۰۸

5۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ ص۱۰۹، ۱۰۸

6۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ ص۱۰

7۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ ص۱۰۹

8۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ ص۱۱۰، ۱۰۹

9۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج۱ ص۱۱۰

10۔ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی: 966ھ)، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، الناشر: دار صادر، بیروت، ج۱ ص۲۲۲

11۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفی: 1044ھ)، الناشر: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: الثانیة ۔ 1427ھ، ج۱ ص۱۲۸

12 ۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفى: 1044ھ)،الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت،الطبعة: الثانیة ۔ 1427ھ، ج۱ص۱۴۴

13 ۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفى: 1044ھ)،الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت،الطبعة: الثانیة ۔ 1427ھ، ج۱ص۱۲۹

14۔ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفى: 966ھ)، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، الناشر: دار صادر، بیروت، ج۱ص۲۲۲

15 ۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفى: 1044ھ)،الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت،الطبعة: الثانیة ۔ 1427ھ،، ج۱ ص۱۴۳

16۔ أحمد بن أبی یعقوب بن جعفر بن وهب ابن واضح الکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی ,تاریخ الیعقوبی, الناشر دار صادر , بیروت , ج۱ص۱۰۷

17 ۔ محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سید الناس، الیعمری الربعی، أبو الفتح، فتح الدین (المتوفى: 734ھ)، عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، تعلیق: إبراهیم محمد رمضان، الناشر: دار القلم—بیروت الطبعة: الأولى، 1993/1414، ج۱ص۴۰

18 ۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفى: 1044ھ)،الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت،الطبعة: الثانیة ۔ 1427ھ، ج۱ص۱۲۵

19 ۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفى: 1044ھ)،الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت،الطبعة: الثانیة — 1427ھ، ج۱ص۱۲۵

20 ۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفى: 1044ھ)،الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت،الطبعة: الثانیة — 1427ھ، ج۱ص۱۳۹

21۔ قرآن مجید سورۃ المسد

22۔ قرآن مجید سور اعراف، آیت۔ ۵۰

23۔ محمد بن إسحاق بن یسار المطلبی بالولاء ، المدنی (المتوفى : 151ھ) سیرۃ ابن إسحاق (کتاب السیر والمغازی) تحقیق : سهیل زکار، الناشر : دار الفکر، بیروت، الطبعة : الأولى 1398ھ /1978م، ص۴۸۔

24۔ عبد الملک بن هشام بن أیوب الحمیری المعافری أبو محمد(سنة الولادة / سنة الوفاة 213)، ،السیرۃ النبویة لابن هشام،تحقیق طه عبد الرءوف سعد، الناشر دار الجیل، بیروت، سنة النشر 1411، ص۲۹۷

25۔ محمد بن سعد بن منیع أبوعبدالله البصری الزهری، الطبقات الکبری، الناشر : دار صادر —بیروت، ج۱ص ۸۴

عبد الملک بن هشام بن أیوب الحمیری المعافری، أبو محمد، جمال الدین (المتوفى: 213ھ)، السیرۃ النبویة لابن هشام،تحقیق: مصطفى السقا وإبراهیم الأبیاری وعبد الحفیظ الشلبی، الناشر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفى البابی الحلبی وأولادہ بمصر، الطبعة: الثانیة، 1375ھ ۔ 1955م، ج۱ص۱۰۸

26۔ ابن هشام، محمد، السیرۃ النبوبیه، تحقیق مصطفیٰ ابراهیمی نباری، ناشر دار لاحیاء التراث العربی، بیروت، ج۱ص۶۱

27۔ (محمد بن إسحاق بن یسار المطلبی بالولاء ، المدنی (المتوفى : 151ھ) سیرۃ ابن إسحاق (کتاب السیر والمغازی) تحقیق : سهیل زکار، الناشر : دار الفکر، بیروت، الطبعة : الأولى 1398ھ /1978م، ص ۳۴

28۔ محمد بن جریر الطبری أبو جعفر(تاریخ الطبری ۔ الطبری) الکتاب : تاریخ الأمم والرسل والملوک, الناشر : دار الکتب العلمیة , بیروت , ج ۲ص۱۵۸،

29۔ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی: 966ھ)، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، الناشر: دار صادر، بیروت، ، ج۱ ص ۲۲۲

30 ۔ محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی ،الکتاب : الجامع الصحیح المختصر، تحقیق : د. مصطفی دیب البغا أستاذ الحدیث وعلومہ فی کلیة الشریعة، جامعة دمشق، الناشر : دار ابن کثیر، الیمامة ، بیروت، الطبعة الثالثة، 1407—1987، حدیث شمارہ: 4815

31۔ أبو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، : الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم، الناشر : دار الجیل بیروت ، دار الأفاق الجدیدة ، بیروت، ج۴ص ۱۲۵)

32۔ أبو داود سلیمان بن الأشعث السجستانی ، سنن أبی داود، الناشر : دار الکتاب العربی ، بیروت، ج۱ ص۱۷۸ شمارہ حدیث۔ ۲۰۵۸

33۔ محمد بن یزید أبوعبداللہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق : محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر دار الفکر ، بیروت، ج۱ص ۶۲۴ شمارہ حدیث۔ ۱۹۳۹

34۔ محمد بن سعد بن منیع أبوعبداللہ البصری الزهری، الطبقات الکبریٰ، المحقق : إحسان عباس، الناشر: دار صادر ، بیروت، الطبعة :۱، 1968م، ج۱ ص ۱۱۰؛
أبو القاسم علی بن الحسن بن هبة اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفی: 571ھ)، تاریخ دمشق، المحقق: عمرو بن غرامة العمروی، الناشر: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، عام النشر: 1415ھ ۔ 1995م، ج ۳ ص ۱۱۰

35۔ محمد بن سعد بن منیع أبوعبداللہ البصری الزهری، الطبقات الکبریٰ، المحقق : إحسان عباس، الناشر: دار صادر ، بیروت، الطبعة :۱، 1968م، ج۱ ص ۱۱۱ ۔

36۔ عبد الرحمن بن علی بن محمد أبو الفرج، صفة الصفوة ۔ ابن الجوزی ، تحقیق : محمود فاخوری ۔ د. محمد رواس قلعہ جی ،ناشر : دار المعرفة ، بیروت، الطبعة الثانیة ، 1399—1979، ج۱ص ۲۱

37۔ الکلینی الرازی، الأصول من الکافی، الناشر دار الکتب الإسلامیة ، مرتضی آخوندی ،تهران ۔ بازار سلطانی، الطبعة الثالثة ،1388، ج۱ ص۴۴۸۔

38۔ سورہ بقرہ آیت ۲۳۳

39 ۔ أحمد بن محمد بن أبی بکر بن عبد الملک القسطلانی القتیبی المصری، أبو العباس، شهاب الدین (المتوفی: 923ھ)، المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، الناشر: المکتبة التوفیقیة، القاهرة، مصر، ج۱ص ۱۰۱

40۔ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی: 966ھ)، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، الناشر: دار صادر ، بیروت، ج اص۲۲۹

41۔ محمد بن سعد بن منیع أبوعبداللہ البصری الزهری، الطبقات الکبریٰ، المحقق : إحسان عباس، الناشر: دار صادر ، بیروت، الطبعة :۱، 1968م، ج۱ ص۱۱۶ ۔

42۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفی: 1044ھ)، الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة: الثانیة ۔ 1427ھ ،ج۱ ص۱۲۹

43۔ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی: 966ھ)، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، الناشر: دار صادر ، بیروت، ، ج۱ ص ۲۲۲

44۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفی: 1044ھ)، الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة: الثانیة—1427ھ ،ج۱ ص ۹۸۔

45۔ علی بن إبراهیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برهان الدین (المتوفی: 1044ھ)، الناشر: دار الکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة: الثانیة—1427ھ ،ج۱ ص ۹۸۔

46۔ قرآن مجید، (سورہ القصص آیت۔ ۱۲)

47 ـ علامه مجلسی، حیاة القلوب (اردو ترجمه)، ناشر امامیه کتب خانه، مُغل حویلی اندرون موچید روازه، لاهور ـ ج۱ ص۲۱۵

48 ـ محمد بن جریر الطبری أبو جعفر (تاریخ الطبری ـ الطبری) الکتاب : تاریخ الأمم والرسل والملوك, الناشر : دار الکتب العلمیة, بیروت, الطبعة الأولی، 1407, ج۱ص۱۴۳

49 ـ محمد بن جریر الطبری أبو جعفر (تاریخ الطبری ـ الطبری) الکتاب : تاریخ الأمم والرسل والملوك, الناشر : دار الکتب العلمیة, بیروت, الطبعة الأولی، 1407 , ج۱ص۲۳۳

50 ـ قرآن مجید، سوره احزاب آیت ـ ۶۲